ڈاکٹر بتول زہرا

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ پنجابی، گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار ویمن، فیصل آباد

''تفسیرِ محمدی'' کا تنقیدی جائزہ

Dr. Batool Zohra

Asst. Prof, Department of Punjabi, Govt.Islamia College for Women, Faisalabad

A Critic of "Tafseer Muhammadi"

The Holy Quran is the last book of Allah that is code of life for the Muslims till the Day of Judgment. The Holy Quran is written in Arabic language which common people are unable to understand. That's why the Holy Quran is translated and explained in numberless language to preach and comprehend it, so that common people can become aware of the teachings of Islam. The first and complete Quranic explanation is "Tafseer-e-Mohammadi" which is written in Punjabi language and Hafiz Mohammad Lakhvi has the honour of the first illustrator of the whole Quran in Punjabi language. Hafiz Mohammad Lakhvi was born in 1221 A.H-and that was the era when the English were completely occupied over sub-continent. Each and every trick was used for the propagation and preaching of Christianity. In such situation "Tafseer-e-Mohammadi" was illustrative and educational hal mark of Hafiz Mohammad Lakhvi. There are two translations ofTafseer-e-Mohammadi". One translation is in Persian language which has been taken from Fateh-ur-Rehman explanation by Shah Wali-Ullah and second translation is of Hafiz Mohammad Lakhvi's own in Punjabi verse. "Tafseer-e-Mohammadi" is consisted in seven copies. In this article, an over view has been given on the origin, its properties, the art of translation of Hafiz MohammadLakhvi and the properties of literature of "Tafseer-e-Mohammadi".

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ مسلمانوں کیلئے قیامت تک کیلئے ضابطہ حیات کی اہمیت رکھتا ہے۔ اسلامی معاشرے

میں سارے اصولوں اور معاشرتی قانونوں کا ماخذ اور مصدر اوّلین یہی کتاب ہے۔ایک سلامی ریاست میں یہ کتاب ایک برتر قانون اور دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔قرآن مجید ایک ایسا ترازو اور پیمانہ عمل ہے جس کی بنیاد پر حق اور باطل کی تمیز کی جاسکتی ہے۔اس کتاب کی حکمت ازل سے ابد تک جاری ہے۔اس لئے نئی آنے والی صورت حال میں قرآن مجید کے احکام کو اس صورت حال پہ لاگو کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ہر نئے سوال کا جواب دینے کیلئے قرآن مجید کی آیات کی تعبیر اور تفسیر کی ضرورت پڑتی ہے۔تفسیر کا فائدہ یاد دہانی، عبرت آموزی، عقائد وعبادات، معاملات واخلاق میں خداوندی ہدایات کا پتہ کرنا ہے۔تاکہ فرد اور معاشرہ دنیا وآخرت میں کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہو سکے۔علم تفسیر اگر سارے علموں سے بڑھ کر نہیں تو کم از کم بہترین دینی اور عربی علموں میں ضرور شامل ہے۔اور قرآن کے ہر علم میں تفسیر کی انتہائی ضرورت پڑتی ہے۔اور قرآن کے کسی بھی علم کو تفسیر کے بغیر سمجھنا بہت مشکل ہے۔

محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:۔

''لفظ تفسیر دراصل فسر سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کھولنا اور اس علم میں چونکہ قرآن کریم کے مفہوم کو کھول کر بیان کیا جاتا ہے اس لئے اسے علم تفسیر کہتے ہیں۔''(1)

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:۔

''فسر کے معنی کسی پوشیدہ چیز سے پردہ اٹھانا اور تفسیر کے معنی ہیں کسی مشکل لفظ کے مفہوم ومراد کا ظاہر کرنا۔''(۲)

اسلامی علوم کا سرچشمہ اور بنیاد قرآن مجید کی زبان عربی تھی۔ جسے عام لوگ سمجھنے سے قاصر تھے۔اس لئے قرآن مجید کی تفہیم اور تبلیغ کیلئے دوسری زبانوں میں لاتعداد ترجمے اور تفسیریں لکھی گئیں تاکہ عوام الناس اسلام کی تعلیمات سے بہرہ مند ہوسکیں۔قرآن مجید کا کسی دوسری زبان میں پہلی دفعہ کئے گئے ترجمے کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد نسیم عثمانی لکھتے ہیں:''قرآن مجید کی زبان عربی عربوں کی تو مادری زبان تھی۔لہٰذا ان کی اس کے مطلب ومعانی سمجھنے کیلئے کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی البتہ بعض تفسیری نکات عہد رسالت ﷺ ہی سے بتادیئے گئے تھے۔اسلام عرب کی حدود سے نکل کر دوسرے ملکوں میں پھیلا تو غیر قوموں نے بھی قرآن اور اسلام کو انکی اصل روح کے ساتھ سمجھنے کیلئے پوری لگن اور دلچسپی کے ساتھ عربی زبان سیکھی۔ ایسی صورت میں کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔صرف ایک ترجمہ کا حوالہ ملتا ہے جو سندھ کے قدیم شہر الور کے راجہ کی فرمائش پر 884ء/270ھ میں مقامی زبان میں کیا گیا۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ یہ ترجمہ پورے قرآن کا تھا یا اس کے کسی جزو کا۔اس کے تین سو سال بعد دوسرا ترجمہ پطرس طرابلسی نے 1173ء/565ھ میں لاطینی زبان میں کیا۔اس ترجمہ کے سو سال بعد 1269ء/667ھ میں ایک ترجمہ بربری زبان میں کیا گیا۔ایک چوتھے ترجمے کے بارے میں جو فارسی زبان میں ہے کہا جاتا ہے کہ وہ شیخ سعدی نے کیا تھا لیکن سعدی سے اس کی نسبت صحیح معلوم نہیں ہوتی۔''(3)

اسی دوران فلسفیانہ تفسیر کا انداز بھی شروع ہوا جیسے کہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں لکھا ہے:

''دورغزنویہ(351ھ۔582ھ/962ء۔1186ء) میں لاہور نے علمی مرکزیت حاصل کی اور علمائے تفسیر میں سید محمد اسماعیل بخاری(م448ھ/1056ء)کا نام علمائے رجال میں بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔اسکے بعد زمخشری(538ھ/1143ء)رازی(606ھ/1209ء)اور بیضاوی(م716ھ/1316ء)کے انداز پر فلسفیانہ ومتصوفانہ تفاسیر کا سلسلہ شروع ہوا۔''(4)

ڈاکٹر نسیم عثمانی کے بقول:

''پورے بھروسے کے ساتھ جو بات کہی جاسکتی ہے، وہ یہ ہے کہ اس سرزمین میں سب سے پہلا اور مکمل ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بارہویں صدی ہجری کے وسط میں فارسی زبان میں کیا تھا۔''(5)

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں چونکہ اصل زبان کی طرف توجہ زیادہ تھی۔ اس لئے لوگ عربی اور فارسی سیکھتے تھے۔ جس سے قرآن مجید کو سمجھنا آسان تھا۔ جب 1857ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد دفتری زبان فارسی نہ رہی، تو یہ بات محسوس کی گئی کہ عوام الناس کیلئے عربی اور فارسی کو سمجھنا مشکل ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی تفہیم آسان نہیں اس لئے قرآن مجید اور اس سے متعلق مضامین کو اردو، پنجابی اور دیگر زبانوں میں منتقل کرنے کیلئے عربی اور فارسی سے اردو اور پنجابی میں ترجمے کئے گئے۔ یہ کام بھی سب سے پہلے خاندان شاہ ولی اللہ نے سرانجام دیا۔ اس سلسلے میں جمیل نقوی لکھتے ہیں:

''اردو زبان میں عام طور پر قرآن شریف کا ترجمہ مولانا رفیع الدین کا اور دوسرا شاہ عبدالقادر کا خیال کیا جاتا ہے یہ دونوں ترجمے تیرہویں صدی ہجری کے ہیں۔''(6)

جب ہم پنجابی زبان میں قرآن کے ترجمے اور تفسیر پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات فخر سے سر اونچا کر دیتی ہے کہ پنجابی میں قرآن پاک کے ترجمے کا کام شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمے اور شاہ رفیع الدین کے اردو ترجمے سے کافی عرصہ پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد لکھتے ہیں:

''1090ھ وچ حافظ برخوردار دا لکھیا سورۃ یوسف دا ترجمہ پیش کیتا کا سکدا اے جیہڑا اوہناں نے نواب جعفر خان دے آکھن تے نظم دی صورت وچ کیتا۔''(7)

اردو ترجمہ: (1090ھ میں حافظ برخوردار کا لکھا ہوا سورۃ یوسف کا ترجمہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو انہوں نے نواب جعفر خاں کے کہنے پر نظم کی صورت میں کیا)

اس کا ذکر خود حافظ برخوردار نے ان شعروں میں کیا ہے:

قصہ جوڑ مرتب کیتا برخوردار بچارے
جاں نوے سال ہزاراں اُتے کامل گزرے سارے
میں نیناں دے نال پروئے چن چن لال یگانے
تاں ایہہ ہار مرتب ہویا عالمگیر زمانے
جعفر خاں فرمائش کیتی تاں ایہہ قصہ بنیا(8)

جمیل نقوی نے اپنی کتاب ''اردو تفسیر'' ضمیمہ الف (3) میں پنجابی تفسیروں کی جو درج ذیل فہرست پیش کی ہے اس کے مطالعے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن پاک کا سب سے پہلا مکمل پنجابی ترجمہ اور تفسیر حافظ محمد لکھوی نے لکھی ہے۔

ا۔ احمد دین، شیخ، تفسیر سورۃ نعمان، لاہور، رفاہ عام پریس، 1347ھ۔

۲۔ احمد یار مرالوی، تفسیر سورۃ یوسف۔

۳۔ ارم،محمدنواز،تفسیرسورۃ فاتحہ (پنجابی) تفسیر سورۃ یٰسین (پنجابی) تفسیر عزیزی، پارہ اوّل (پنجابی)

۴۔ ازہر، مولوی، قصص المحسنین، تفسیر سورۃ یوسف (بحوالہ فہرست کتب خانہ عبدالاحد، تاجر کتب، امرتسر)۔

۵۔ برخودار، حافظ، احسن القصص، تفسیر سورۃ یوسف۔

۶۔ جان محمد، بیان تفسیر القرآن، (بحوالہ فہرست کتب خانہ الٰہی بخش، جلال الدین، لاہور)۔

۷۔ حبیب اللہ، محمد، اکرم مصطفٰی فی تفسیر سورۃ والضحٰی، منزل نقشبندیہ (ص 270) ترجمہ تحت اللفظ اردو۔

۸۔ حبیب اللہ، محمد، مذاق العارفین الی قصص المحسنین، لاہور، کریمی پریس (صفحات 708)۔

۹۔ دلپذیر بھیروی، محمد، تفسیر اکرام محمدی۔

۱۰۔ روشن دین، مولوی، شمع محمد (تفسیر سورۃ الہمزہ) بحوالہ مراسلہ قاضی محمد امین مدرس، بنام ادارہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔

۱۱۔ سلیمان ڈومیلوی (جہلم) محمد، تفسیر سورۃ یوسف مسمّٰی بہ تحقیق انیق فی قصہ یوسف الصدیق، سیالکوٹ، مفید عام پریس، 1328ھ (ترجمہ و تفسیر پنجابی میں مگر حواشی اردو میں)

۱۲۔ شمس الدین بخاری، تفسیر القرآن، امرتسر، 1312ھ۔

۱۳۔ صدیق ولی، محمد، تفسیر سورۃ یوسف (پنجابی) بحوالہ مراسلہ قاضی محمد امین مدرس بنام ادارہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔

۱۴۔ ظفر اقبال ابن غلام قادر فصیح، تفسیر (بحوالہ نمائش قرآن مجید، اسلامیہ کالج لاہور)۔

۱۵۔ عبدالرحمٰن درد، قصص المحسنین، (سورۃ یوسف)۔

۱۶۔ عبدالستار محدث دہلوی، اکرام محمدی (تفسیر سورۃ والضحٰی) پنجابی کے ساتھ اردو ترجمہ، لاہور، 1445ھ/1939ء۔

۱۷۔ عمرا تالیہ، محمد، قرآن مجید، مترجم پنجابی مع تفسیر نور علی نور، مشہور تفسیر محمد امینی، پنجابی، لاہور، رفاہ عامہ پریس، 1318ھ (ص 148) (تفسیر کا نام مصنف نے اپنے مرشد
سید محمد امین المعروف سندھی شاہ نقشبندی آلومہاروی کے نام پر لکھا)۔

۱۸۔ فضل شاہ نواں کوٹی (م 1890) یوسف زلیخا، تفسیر سورۃ یوسف، لاہور، ملک خدا بخش تاجران کتب۔

۱۹۔ کرم الٰہی، قصص المحسنین (تفسیر سورۃ یوسف) زیر متن ترجمہ اردو (بحوالہ فہرست کتب خانہ عبدالاحد، تاجر کتب)۔

۲۰۔ محمد بن بارک اللہ، محمد لکھوکے والے (وفات 1311ھ) تفسیر محمدی مسمی موضح الفرقان (بالحق، م 1285ھ) مع تفسیر فتح الرحمٰن (شاہ ولی اللہ) پنجابی نظم مطبوعہ
1871ھ۔ (2)

۲۱۔ موتیوں کی لڑی، تفسیر سورۃ فاتحہ وار بع قل۔

۲۲۔ تفسیر سورۃ یٰسین۔

۲۳۔ تفسیر عزیزی۔

۲۴۔ تفسیر قاری۔ (9)

تفسیر محمدی 1285ھ میں لکھی گئی اس کے متعلق ڈاکٹر محمد باقر لکھتے ہیں:

''حافظ محمد بن بارک اللہ 1869ء/1286ھ میں یہ تفسیر لکھنی شروع کی تھی اور دس سال میں 1879ء/1296ھ میں تکمیل کو پہنچی تھی۔اس کی پہلی منزل آغاز کار سے دو سال کے اندر 1871ء/1288ھ میں پہلی مرتبہ شائع ہو چکی تھی۔''(10)

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت واصلاح کیلئے انبیاء علیہ اسلام کا مربوط سلسلہ جاری کیا جو مختلف ادوار میں رشد وہدایت کا چراغ روشن کرتے رہے۔یہ سلسلہ آنحضورﷺ پر آ کر ختم ہوا۔آپﷺ چونکہ ختم النبین ہیں۔آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔اس لئے یہ فریضہ امت محمدیہ کو سونپ دیا گیا۔خاص طور پر علماء پر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔جیسا کہ فرمان نبیﷺ ہے''علماء نبیوں کے وارث ہیں''۔اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں ایسی بے شمار ہستیوں کو پیدا فرمایا جنہوں نے کتاب وسنت کو اپنے سینوں سے لگایا اور دین اسلام کے چشمہ صافی کے ذریعے اپنے نفسوں کو دینی آلائشوں سے پاک کیا اور عوام الناس کے دلوں کو نور اسلام کی دلکش کرنوں سے منور کرنے کی سعی میں مصروف رہے انہی میں سے ایک نام حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی کا ہے۔

''حافظ محمد لکھوی 1221ھ کو لکھو کے ضلع فیروز پور(متحدہ ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔''(11)''حافظ محمد لکھوی کا سلسلہ نسب چھبیسویں پشت سے امام بن حنیفہؒ کی وساطت سے حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔''(12)۔''آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد حافظ بارک اللہ لکھوی سے حاصل کی اور بعد میں صرف ونحو فارسی،معانی،منطق،فقہ،اصول اور تجوید وغیرہ علوم عربیہ کی اکثر تعلیم گھر میں رہ کر اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔سلسلہ بیعت بھی اپنے والد سے ہے۔''(13)''حافظ بارک اللہ صاحب کی عقیدت مندی کی وجہ سے آپ کے علم وفضل کی تمام پنجاب میں بہت شہرت ہوگئی اور آپ خاص طور پر فقہ حنیفہ کے تو حافظ ہو چکے تھے۔''(14)

حافظ محمد شروع میں فقہ حنفیہ پر عمل پیرا تھے۔اور اسی مسلک کے تحت دعوت وتبلیغ کا کام جاری رکھے ہوئے تھے لیکن جب شاہ ولی اللہؒ محدّث دہلوی کے ذریعے حدیثِ نبویہ کا علم برصغیر پاک وہند میں عام ہوا تو آپ نے بھی علم حدیث حاصل کیا اور مسلک فقہ حنفیہ کو ترک کر دیا اس سلسلے میں حافظ صاحب لکھتے ہیں:

چالی سال یاں ودھ گھٹ اساں فقہ تے عمل کمایا

ہن علم حدیث دا عام ہویا ایہہ ڈاڈا افضل سوایا(15)

آپ کی سند حدیث حاصل کرنے کے بارے میں بہت سی مصدقہ روایات بیان کی جاتی ہیں۔دیگر اساتذہ کی نسبت حافظ صاحب کی سند حدیث میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک سب سے کم واسطے ہیں۔

''حافظ صاحب کو سند حدیث شاہ عبدالغنی مجددی ومولوی احمد علی صاحب کے واسطے سے شاہ اسحاق صاحب مہاجر اور میر محبوب علی کے واسطے سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل ہے۔''(16)

دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ حافظ محمد نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی اور 1856ء میں جامعہ محمدیہ کے نام سے ایک دینی درس گاہ کا اجرا کیا۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں خاندان لکھویہ کے متعلق یوں تحریر ہے:

''لکھوی خاندان کئی پشتوں سے نیکی،پرہیز گاری،تصوف اور خدمتِ دین کیلئے مشہور تھا اور لوگ دور دراز سے آ کر علمی اور روحانی

فیض حاصل کرتے تھے۔''(17)

اسلام کی دعوت وتبلیغ اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ سب سے مفید کام اسلامی علوم کی تالیف وتصنیف کا ہے۔انہوں نے علاقے کے عوام کی زبان ورجحان کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہتر انداز میں دینی مسائل کی تشریح کی تاکہ لوگوں کیلئے اسلام کو سمجھنا آسان ہو جائے چنانچہ آپ نے فہم وبصیرت سے کام لیتے ہوئے پنجابی لوگوں کی تربیت واصلاح کیلئے پنجابی شاعری کو اظہار کا ذریعہ بنایا۔اس لئے آپ کی اکثر تصنیفات منظوم ہیں۔آپ نے کم وبیش 29 کتابیں مختلف دینی موضوعات پر لکھیں۔لیکن ان سب میں سے نمایاں قرآن مجید فرقان حمید کی پنجابی زبان میں مکمل منظوم تفسیر ہے۔جو موضح فرقان کے نام سے لکھی گئی ہے اور ''تفسیر محمدی'' کے نام سے مشہور ہے۔اور حافظ محمد لکھوی کو مکمل قرآن مجید کا پنجابی زبان میں پہلا مفسر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔''تفسیر محمدی'' ایک ایسا کارنامہ ہے جس نے پورے پنجاب خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں عام لوگوں کیلئے قرآن فہمی کو آسان بنا دیا۔''تفسیر محمدی'' کا تاریخی نام ''موضح فرقان'' ہے۔جس کے حرفوں کے اعداد کا مجموعہ بارہ صد پچاسی ہے اور یہی اس کے چھپنے کا سال ہے۔اس کے مکتبہ اصحاب الحدیث نے سات منزلوں میں چھاپا ہے۔اس کتاب کو جو مقبولیت نصیب ہوئی اس کا اندازہ اس کی اشاعت سے لگایا جا سکتا ہے کہ مختصر سے عرصے میں تقریباً بارہ دفعہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی اور ہاتھوں ہاتھ بک گئی۔

''تفسیر محمدی'' کی ہر منزل کے صفحوں کی تعداد اس طرح ہے۔

منزل1 :496 صفحے، منزل2 :360 صفحے، منزل3 :280 صفحے

منزل4 :344 صفحے ،منزل5 :276 صفحے، منزل6 :268 صفحے

منزل7 :464 صفحے۔ (3)

''تفسیر محمدی'' کے ماخذات میں درج ذیل تفسیریں شامل ہیں:

۱۔فتح الرحمٰن (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)۔ ۲۔ترجمہ (شاہ رفیع الدین محدث دہلوی)۔

۳۔موضح القرآن (شاہ عبدالقادر محدث دہلوی)۔ ۴۔تفسیر عزیزی (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)۔

۵ ۔تفسیر معالم التنزیل (محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی)۔ ۶۔تفسیر عزیزی، (قاضی ثناء اللہ پانی پتی)۔

۷۔تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی)۔ ۸۔تفسیر البیضاوی (عبداللہ بن عمر بن محمد بیضاوی)۔

۹۔تفسیر مدارک (عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی)۔ ۱۰۔تفسیر جلالین، (جلال الدین محلی وجلال الدین سیوطی)۔

۱۱۔تفسیر در ریعنی در منشور، (جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی)۔

۱۲۔احمدی (احمد بن ابوسعید ملا جیون)۔ ۱۳۔الفوز الکبیر (شاہ ولی اللہ)۔

۱۴۔تفسیر الکشاف (محمود بن عمر)۔ ۱۵۔تفسیر زاہدی (میر محمد بن زاہد قاضی محمد اسلم ہروی)۔

''تفسیر محمدی'' میں پنجاب والوں کی سہولت کو مدِنظر رکھتے ہوئے نہایت سلیس زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے پھر قرآن مجید کا مطلب سمجھانے کیلئے تین طریقوں سے وضاحت کی گئی ہے۔(الف) فارسی ترجمہ۔(ب) پنجابی نثر میں ترجمہ۔(ج) منظوم پنجابی ترجمہ اور تفسیر۔ فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ کا ہے جو فتح الرحمٰن کے نام سے مشہور ہے۔جسے حافظ صاحب نے ضروری اصلاح اور ترمیم کے ساتھ اپنی تفسیر میں شامل

کیا ہے۔

عبدالرّشید عراقی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''مولانا حافظ محمد بارک اللہ لکھوی (م 1311ء) نے قرآن مجید کی تفسیر پنجابی زبان میں لکھی۔اس تفسیر میں حافظ صاحب نے دو ترجمے کئے ہیں ایک فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور دوسرا ترجمہ پنجابی ان کا اپنا ہے۔''(18)

حافظ صاحب نے ''تفسیر محمدی'' سے پہلے فقہ کے موضوع پر ایک کتاب انواع بارک اللہ لکھی تھی۔جس میں احکام ومسائل کو فقہ حنفی کے مطابق بیان کیا تھا۔ پھر آپ فقہ حنفی سے مسلک حدیث کی طرف آئے تو حدیث کے مطابق مسائل کے احکام کو عوام تک پہنچانے کیلئے ''انواع محمدی'' کے نام سے کتاب لکھی جس میں محدثین کے مسلک اعتدال کو واضح کیا۔''تفسیر محمدی'' کے اندر بھی حافظ صاحب نے اسی مسلکِ اعتدال کو اپنایا اور قراان حکیم کے احکام ومسائل میں پائے جانے والے فقہی اختلافات کو حدیث کی روشنی میں دور کرنے کی کوشش کی۔ قرآن مجید کی توضیح وتفسیر فقہی بنیادوں پر کرنے کی بجائے تفسیر بالماثور کو ترجیح دی جسکی وجہ سے فقہی اختلافات میں نمایاں کمی ہوئی۔مثال کے طور پر سورۃ نساء کی آیت نمبر 59 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہے مقصود اس آیت تھیں جد جھگڑا اہل علم نوں

پوے تا طرف قرآن حدیث لیاون اوس حکم نوں

جو نال قرآن حدیث موافق پاون عمل کماون

خلاف قرآن حدیث جے حکم کہے تاں پاس جاون (19)

حافظ محمد نے ''تفسیر محمدی'' میں مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے آثار واقوال کے علاوہ آئمہ اربعہ کی آراء کو بھی بیان کیا ہے۔اور آئمہ اربعہ کی آراء کو بیان کرتے ہوئے کسی تعصب سے کام نہیں لیا۔ بلکہ بلاتعصب تمام فقہا کی آراء کو الگ الگ بیان کیا ہے تا کہ تمام فقہا کا نقطہ نظر سامنے آسکے۔ ''تفسیر محمدی'' میں حاشیہ پر مختلف نحوی اشکال کی وضاحت فرمائی اور لغات کا حل بھی بیان کیا ہے۔مختلف احادیث اقوال کے حوالہ جات جو متن کے درمیان میں دیئے گئے ہیں ان کی وضاحت اسی صفحے کے حاشیہ پر کر دی گئی اور کہیں کہیں مشکل الفاظ کی تشریح بھی بیان کی ہے۔مثلاً سورۃ فاتحہ کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اس کی تفصیل میں الرحمٰن اور رحیم کا فرق واضح کیا گیا ہے۔اس کی وضاحت حافظ صاحب حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:

''قاضی ثناءاللہ نے لکھیا ہے جو حق ایہہ ہے جو رحمٰن زیادہ وچ مبالغے دے واسطے زیادہ ہونے حرفاندے جو پنج حرف ہے تے رحیم چار حرف ہے۔اس واسطے رحمٰن خاص واسطے اللہ دے نہ رحیم واللہ علم بالصواب ۱۲ منہ''(20)

ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد ''تفسیر محمدی'' بارے لکھتے ہیں:

''ایس ترجمے دی دوجی خوبی ایہہ اے کہ ہر جلد دے شروع وچ یا فیر مکن اُتے اک فہرست دتی گئی اے جہڑی اشاریے دا کم دیندی اے تے کسی وی مفہوم بارے پڑھن والا چھیتی موضوع لبھ لیندا اے۔''(21)

اردو ترجمہ: (اس ترجمے کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر جلد کے شروع یا آخر میں ایک فہرست دی گئی ہے جو اشاریے کا کام دیتی ہے۔جسکی وجہ سے کسی مفہوم کے بارے میں پڑھنے والا جلدی موضوع ڈھونڈ لیتا ہے)۔

حافظ صاحب نے اس تفسیر میں کسی مسئلے کے بارے بیان ہونے والے تمام اقوال وآثار کو نقل کیا اور مختلف کتابوں کی تمام نقلیات کو جمع کر دیا ہے تا کہ کسی بھی مسئلے کے تمام پہلو واضح ہو جائیں اور کوئی پہلو مبہم نہ رہے۔اس تفسیر میں حافظ صاحب نے اسلام کا حقیقی اور صحیح نبویؐ تصور پیش کیا ہے۔جدید ذہن کی فرسودہ نظریات کی دین اسلام کی روشنی میں تردید کی گئی ہے۔کرامات ومعجزہ کا انکار کرنے والوں اور قرآن مجید میں بیان ہونے والے قصص اور ولادت عیسٰی اور حیات مسیح کے بارے میں غلط نظریات کے حامل ذہن کی دلائل (4) کے ساتھ صحیح رہنمائی کی ہے۔نظریہ وحدت الوجود کی نفی کی ہے اور دلائل کے ساتھ وحدت الوجود کا رد کیا ہے۔سورۃ اخلاص کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

ایہہ کہن وجودی ہر شے اللہ اوس بن ہور نہ کوئی
تے ہر شے ہے محتاج اللہ صمد کویں پھر کوئی
ایہہ کہن جہانوں اللہ اور سبھ دسن پیندے کھاندے
بھی جمدے جندے دھیاں پتر بیمار ہوندے مرجاندے
پھر جو کہن انہانوں اللہ دینوں عقلوں خالی
ایہہ عقل تے نقل خلاف عقیدہ بات دیوانیا نوالی
ہے اللہ حق صمد جو اوسنوں حاجت مول نہ کائی
نہ جنے نہ جے خویش نہ جسنوں لائق اوہ خدائی (22)

حافظ محمد لکھوی نے ''تفسیر محمدی'' لکھتے ہوئے تفسیر کے اصولوں جیسے کہ اسباب نزول، محکمات ومتشابہات، ناسخ ومنسوخ، اعجاز القرآن، اسرائیلیات کے بارے میں طرز عمل کو مدِنظر رکھا ہے۔اس لحاظ سے یہ تفسیر اردو، فارسی کی کسی بھی تفسیر سے فنی اور فکری لحاظ سے پیچھے نہیں۔تفسیر کے دو انداز ہوتے ہیں۔تفسیر بالماثور یا تفسیر بالرائے۔تفسیر بالماثور میں قرآن مجید کی کسی بھی آیت کی تفسیر اگر قرآن مجید کی آیات یا نبی کریم ﷺ کے ارشادات یا اصحابِ رسول یا تابعین عظام کے اقوال وآثار سے ہو وہ تفسیر بالماثور کہلاتی ہے۔اور تفسیر بالرائے سے مراد وہ تفسیر جو ذاتی رائے یا اجتہاد کی بنیاد پر قرآن مجید کی آیات کی تفسیر کرے۔لیکن حافظ صاحب کی ''تفسیر محمدی'' کی طرز اور اسلوب بالماثور ہے۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر بالقرآن کی ہے۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے ساتھ آیات کی تشریح بیان کی ہے یا پھر آیات کی تفسیر و توضیح کیلئے اقوال وآثار، تابعین اور تبع تابعین پر انحصار کیا ہے۔لہٰذا آپ کا تفسیری طرز اور منہج تفسیر بالماثور ہے اور آپکی تفسیر ''تفسیر محمدی'' بالماثور کے قبیلے سے تعلق رکھتی ہے۔

''تفسیر محمدی'' جہاں فنی، فکری حوالے سے ایک بھرپور تفسیر ہے۔وہیں یہ ادبی خوبیوں سے بھی مالا مال ہے۔

"iterature actually is nothing more than certain arrangement of certain words."(23)

جب ہم ادب کی اس خصوصیت کو دیکھتے ہیں تو حافظ صاحب کی شاعری اس معیار پر پورا اترتی ہے جو ایک اچھے اور کامیاب شاعر کیلئے ضروری ہوتی ہے۔''تفسیر محمدی'' کے ادبی پہلوؤں کو نمایاں کرنے کیلئے اس تفسیر کا دیباچہ ہی کافی ہے جس میں بلیغ نکات کو مختصر اور جامع انداز میں نہایت حسن وخوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔شعروں کا تسلسل اور باہمی ربط کلام کو روانی اور دلکشی بخشتا ہے۔

سب حمد ثنا تعریف اللہ نوں پالنہار جہاناں

جس کن تھیں کُل مخلوق اپائی قادر پاک توانا
اوہ واحد لاشریک الٰہی عزت عظمت والا
اوہ عالی شان عظیم معظم مالک ملک تعالیٰ
اوہ شاہنشاہاں داوالی مالک زمین اسماناں
بھی کرسی عرش معلیٰ مالک شنوا بینا دانا(24)

ان شعروں میں اختصار بھی ہے اور جامعیت بھی ہے۔ انداز سادہ اور دلنشین ہے۔ زبان سلیس اور شگفتہ، شعروں میں باہمی ربط اور تسلسل ہے۔ مفہوم میں وضاحت اور روانی بھی پائی جاتی ہے۔

حافظ صاحب نے ''تفسیر محمدی'' میں علم بدیع اور صنائع کا استعمال بھی کیا ہے۔ ''صنعت طباق جس کو مطابقہ، تطبیق اور تضاد بھی کہتے ہیں جس سے کلام میں دو متضاد معنی بیان کئے جائیں۔''(25)

اس صنعت کی ایک مثال:

تے بعضے فرق کہن رحمٰن دامعنے عام بتاون
جو دُنیا اندر روزی دیندا دوست دشمن کھاون
عالمین ہے جمع عالم دی اصل اس علم علامت
اہل علم شیطان فرشتے جن انسان سلامت(26)
ہُن دوجی منزل ختم ہوئی کر تیجی نوں بسم اللہ
پھر چوتھی، پنجویں، چھیویں، ستویں ختم کریں یا اللہ۔(27)

دوجی، تیجی، چوتھی، پنجویں، ستویں، اس ترتیب کے ساتھ شعر میں صوتی آہنگ پیدا کیا گیا ہے۔ جو شعر کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی صنعت (5) سیاقتہ الاعداد کا استعمال کر کے اپنے شاعر ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے۔ شعروں میں لفظوں کی تکرار کا اپنا ایک حسن ہوتا ہے کئی دفعہ یہ تکرار کسی بات کو زور دینے کیلئے ہوتی ہے۔ بعض دفعہ بات سمجھانے کیلئے۔ کئی دفعہ تاکید یا تاثیر پیدا کرنے کیلئے ہوتی ہے۔

ہک ہک خوان اپر پھر یوسف دو دو جنے لبائے
رہ گیا بنیامین ہکلا، رو رو نیر بہائے(28)

حافظ محمد لکھوی نے قرآن پاک کے اِس پنجابی ترجمے ''تفسیر محمدی'' کے ذریعے پنجابی ادب میں ترجمہ نگاری کے فن کو بھی آگے بڑھایا ہے۔ اور فارسی عربی نہ جاننے والے لوگوں کو اپنی مادری زبان میں، قرآن مجید کا ترجمہ دے کے اس خطے میں دینی اور تبلیغی شاعری کے میدان میں ایک انقلاب برپا کیا ہے۔

ترجمے کے بارے ڈاکٹر عبدالوحید لکھتے ہیں: ''ترجمہ ایک زبان کو دوسری زبان کے قالب میں ڈھالنا یا ایک زبان کے مفہوم کو لفظاً و معناً دوسری زبان کے مفہوم میں منتقل کرنا ہے۔''(29)

پروفیسر جیلانی کامران اس بارے میں لکھتے ہیں ''ترجمے کے ذریعے زبانیں تجربہ اور اعتماد حاصل کرتی ہیں۔''(30)

حافظ محمد لکھوی نے بھی ''تفسیر محمدی'' میں لفظی ترجمے کو بہت اہمیت دی ہے اور ترجمے کی بنیادی خصوصیت اختصار کو مدِ نظر رکھا ہے۔ اور الفاظ وہ استعمال کئے ہیں جو سلیس اور عام فہم ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے دو طرح کے قاری تھے عام اور خاص۔ حافظ محمد لکھوی آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے قرآن کے لفظوں کو ردیف بنا لیتے ہیں جن سے ان کی زبان دانی، شعری اسرار و رموز پر عبور اور اچھے ترجمہ نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی بطور تبلیغی شاعر کی خصوصیات بھی ابھر کے سامنے آتی ہیں:

انا فتحنا لک فتحاً مبیناO لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخرO (سورۃ الفتح: آیت نمبر 1)

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا فارسی ترجمہ: ''ہر آنکہ ما حکم کردیم برائے تو بفتح ظاہر عاقبت آنست کہ بیامرزد تر آنچہ سابق گزشت از گناہ تو و آنچہ پس مانند تحقیق لسان فتح۔''

حافظ محمد لکھوی کا پنجابی ترجمہ: ''دتی واسطے تیرے فتح ظاہر تا جو بخشی واسطے تیرے اللہ جو کجھ اگے ہویا گناہ تیرے تھیں تے پچھے ہویا۔''

ٹھیک اسا فتح دتی ہے تینوں ظاہر فتح مبینا

تا بخشے تینوں اللہ اگلے پچھلے عیب یقیناً (31)

یہاں منظوم ترجمہ کرتے ہوئے آیت کے دو لفظوں فتح مبینا کو ردیف کے طور پر استعمال کیا ہے اور ترجمے میں انفرادیت پیدا کی ہے۔ حافظ محمد لکھوی نے ترجمہ کرتے ہوئے وضاحت کو بھی ترجیح دی ہے کہ کسی بھی جگہ ترجمہ کرتے ہوئے معنی میں تشنگی نہ رہے۔

واذ قال ربک للملئکۃِ انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنونO (سورۃ الحجر، آیت نمبر 28)

فارسی ترجمہ: ''ویاد کن چوں گفت پروردگار تو فرشتگانرا ہر آئینہ من آفرینندہ ام آدمی را از گل خشک از قسم لای سیاہ بوئے''۔

پنجابی ترجمہ: تے جد کہیا رب تیرے نے واسطے فرشتیاں دے تحقیق میں پیدا کرنیوالا ہاں آدمی نوں خشک مٹی چکنی کالی ترکی ہوئی تھیں۔''

جد کہیا رب تیرے ملکاں میں ہک بشر اوپاواں

چکنی مٹی کالی گندی کنوں میں اوہ بناواں (32)

اس آیت میں مٹی کے وصف بیان کیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ اپنے فارسی ترجمے میں مٹی کو صرف گل خشک کہتے ہیں۔ لیکن حافظ محمد لکھوی نے اپنے پنجابی ترجمے میں مٹی کے تین وصف بیان کئے ہیں یعنی چکنی، کالی، گندی۔ حافظ محمد لکھوی کے ترجمے کی یہ خوبی ہے کہ جہاں کہیں معنی بیان کرنے میں وضاحت کی ضرورت پڑتی ہے۔ حافظ صاحب مختصر طور پر وضاحتی معنی ایک سطر میں بیان کر کے کوزے میں دریا بند کر دیتے ہیں۔

حافظ محمد لکھوی نے ترجمہ کرتے ہوئے گرائمر کے قواعد کو بھی مدِ نظر رکھا ہے جہاں کہیں آیت میں حروفِ جار استعمال ہوئے ہیں۔ یا شاہ ولی اللہ نے ترجمہ کرتے ہوئے فارسی میں حروفِ جار استعمال کئے ہیں حافظ محمد لکھوی نے بھی پنجابی ترجمہ میں اسی طرح حروف جار کا استعمال کیا ہے۔ اس کی ایک مثال:

سبحٰن الذی آسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصاO (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 1)

فارسی ترجمہ: ''پاک است آنکہ ببرد بندہ خود را شبے از مسجد حرام بسوئے۔''

پنجابی ترجمہ: ''پاکی ہے اوسنوں جو لیگیا بندے اپنے نوں ہک رات مسجد حرام تھیں تاں مسجد اقصیٰ تائیں۔''

ہے پاکی اوسنوں جس نے بندے اپنے سیر کرایا

ہک راتیں لے حراموں مسجد اقصیٰ لگ پہونچایا(33)

شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ میں ''از'' اور ''سوئے'' دونوں حروفِ جار ہیں۔ حافظ محمد لکھوی نے ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ حروفِ جار اسی مناسبت سے استعمال ہوں جیسے شاہ ولی اللہ نے استعمال کئے ہیں۔ اسی بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ''لے'' اور'' لگ'' دونوں حروفِ جار کا استعمال بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔ اسی وجہ سے حافظ صاحب کی ترجمہ نگاری میں دینی شعور کے علاوہ ان کی شاعری پر گرفت کے بارے میں بھی اندازہ ہوتا ہے۔

حافظ محمد بارک اللہ کا زمانہ وہ زمانہ ہے جب انگریز برصغیر پاک و ہند پر قابض تھے۔ عیسائیت کی تبلیغ اور اشاعت کیلئے ہر حربہ استعمال کیا جا رہا تھا مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنایا جا رہا تھا۔ لوگ گمراہی کے اندھیروں میں کھو رہے تھے۔ ان حالات میں ''تفسیر محمدی'' لوگوں کیلئے ایک مشعلِ راہ بن کر ابھری۔ ''تفسیر محمدی'' نے عام لوگوں تک قرآن پاک کی تعلیمات کو پہنچایا اور لوگوں کو شرک، کفر اور گمراہی کے اندھیروں سے نکالا۔ بے شک ''تفسیر محمدی'' ایک جامع اور عملی تفسیر ہے۔ جو تفسیر بالماثور اور تفسیری اصولوں کے عین مطابق ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے تعصب سے بھی پاک ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد تقی عثمانی، مولانا، علوم القرآن، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، 1998ء، ص323۔

۲۔ گوہر رحمٰن، مولانا، علوم القرآن، جلد دوم، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، 2002ء، ص210۔

۳۔ محمد نسیم عثمانی، ڈاکٹر، اردو میں تفسیری ادب، عثمانیہ اکیڈمک ٹرسٹ، کراچی، 1994ء، ص76-75۔

۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ، پنجاب، لاہور، 1962ء، ج6، ص530۔

۵۔ محمد نسیم عثمانی، ڈاکٹر، اردو میں تفسیری ادب، ص78۔

۶۔ جمیل نقوی، اردو تفاسیر، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1992ء، ص27-26۔

۷۔ عصمت اللہ زاہد، ڈاکٹر، ادب سمندر، اے ون پبلشرز، لاہور، 1989ء، ص393۔

۸۔ عبدالغفور قریشی، پنجابی ادب دی کہانی، عزیز بک ڈپو، لاہور، 1972ء، ص231۔

۹۔ جمیل نقوی، اردو تفاسیر، ص 143-141۔

۱۰۔ محمد باقر، ڈاکٹر، پنجابی میں قرآن کے مطبوعہ تراجم، (قرآن نمبر، سیارہ ڈائجسٹ) لاہور، 1988ء، ج3، ص358۔

۱۱۔ محمد ابراہیم خلیل، الفیوض المحمدیہ، المکتبہ عزیزیہ، حجرہ شاہ مقیم، اوکاڑہ، 1406ھ، ص51۔

۱۲۔ معین الدین لکھوی، مولانا، غیر منقسم پنجاب کا عظیم مصلح، (مقدمہ احوال الآخرۃ) اسلامی اکادمی، لاہور، 1974ء، ص3۔

۱۳۔ معین الدین لکھوی، مولانا، پنجاب کا عظیم مصلح، ص 4۔

۱۴۔ اخبار اہل حدیث،ص8،امرتسر،ج18،شمارہ19،8مارچ1921۔

۱۵۔ محمد لکھوی،حافظ،انواع محمدی،مطبع اسلامیہ،لاہور،1328ھ،ص2۔

۱۶۔ ابومنظور عبدالحق ملیر کوٹلوی،مولانا،ایقاظ غفلاء الزمان،مطبع خواجہ احمد شاہ،انڈین آرمی پریس،لدھیانہ،1312ھ،ص6۔

۱۷۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ،ج19،ص517۔

۱۸۔ عبدالرّشید عراقی،برصغیر پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کے علمی کارنامے،علم و عرفان پبلشرز،لاہور،2001ء،ص63۔

۱۹۔ محمد لکھوی،حافظ،تفسیر محمدی،مکتبہ اصحاب الحدیث،لاہور،2002ء،جلد1،ص423۔

۲۰۔ محمد لکھوی،حافظ،تفسیر محمدی،ج7،ص306۔

۲۱۔ عصمت اللہ زاہد،ڈاکٹر،ادب سمندر،ص396۔

۲۲۔ محمد لکھوی،حافظ،تفسیر محمدی،جلد7،ص454۔

۲۳۔ عبداللہ،سید،ڈاکٹر،اشارات تنقید،مکتبہ خیابان ادب،لاہور،1966ء،ص254۔

۲۴۔ محمد لکھوی،حافظ،تفسیر محمدی،جلد1،ص1۔

۲۵۔ کوثر لکھوی،سفیر سخن،منشی کریم بخش خاں پبلشرز،لاہور،1925ء،ص45۔

۲۶۔ محمد لکھوی،حافظ،تفسیر محمدی،جلد1،ص8۔

۲۷۔ ایضا،جلد2،ص356۔

۲۸۔ محمد لکھوی،حافظ،تفسیر محمدی،جلد3،ص230۔

۲۹۔ عبدالوحید،ڈاکٹر،اردو انسائیکلوپیڈیا،فیروز سنز،لاہور،1962ء،ص454۔

۳۰۔ جیلانی کامران،پروفیسر،ترجمے کی ضرورت اور اہمیت،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،1985ء،ص33۔

۳۱۔ محمد لکھوی،حادفظ،تفسیر محمدی،جلد6،ص227-226۔

۳۲۔ محمد لکھوی،حافظ،تفسیر محمدی،جلد3،ص217۔

۳۳۔ محمد لکھوی،حافظ،تفسیر محمدی،جلد4،ص2۔